

تعارف و تبصروہ

مسلمان کیا کریں؟

از مولانا جمیل احمد ندیری (فاضل دیوبند)

مکتبہ صداقت، مبارک پور، اعظم گڑھ

صفحات ۱۳۲۔

قیمت سات روپے

سزائے اگست ۱۹۸۲ء

مولانا جمیل احمد ندیری کی یہ مختصر کتاب صاف ستھری کتابت و طباعت کے ساتھ مکتبہ صداقت، مبارک پور سے پہلی بار شائع ہوئی ہے۔ کتاب میں، موجودہ ہندوستانی مسلمانوں کے اندر پائی جانے والی خامیوں کی نشاندہی کر کے قرآن و حدیث کی روشنی میں اس روش کی تلقین کی گئی ہے جسے اپنا کر وہ دنیا و آخرت میں فوز و فلاح سے ممکن نہ ہو سکتے ہیں۔ کتاب جس جذبے سے لکھی گئی ہے وہ قابل قدر ہے۔ زبان آسان اور رواں اور انداز دعوتی اور اصلاحی ہے۔ کاش کہ اس کے اندر انتہائی تکلیف دہ اور فاحش غلطیاں نہ ہوتیں تو پیش نظر مقصد کے لیے مفید ہو سکتی تھی۔

صفحہ ۱۲۶، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری کے بیان میں حضرت انسؓ کی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہ: "ایک بار مدینہ میں افواہ پھیلی کہ کافروں نے حملہ کر دیا، ابھی لوگ پتہ لگانے کے لیے نکل ہی رہے تھے جب تک حضورؐ تنہا، ابو طلحہؓ کے بغیر میں کے گھوڑے پر سوار ہو کر اور تلوار لے کر نکل کھڑے ہوئے،

پورے مدینہ کا چکر لگا آئے اور اگر سب کو اطمینان دلایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں یہ محض افواہ تھی۔ اس کے بعد اس روایت کے آخری ٹکڑے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

”حضور کی اس دن کی بہادری کے متعلق حضرت انسؓ فرماتے ہیں

’لقد وجدته مجراً‘

اس کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے

”میں نے حضورؐ کو بہادری میں سمندر کے مانند بے کنار پایا۔“ انا لله وانا اليه راجعون ہمارے سامنے مشکوٰۃ المصابیح کا کتب خانہ رشیدیہ کا نسخہ ہے اس میں ”لقد وجدته مجراً“ کے بالکل متصل میں السطور یہ تشریحی نوٹ درج ہے:

ای واسع الجری وکان بطئی الجری ۱۲۔ یعنی انتہائی تیز رفتار جبکہ (اس سے قبل) وہ بہت ہی سست رفتار تھا۔ اس کے علاوہ اس متفق علیہ روایت پر حاشیہ کالمہ کے تحت اسی صفحہ پر پرفاۃ کے حوالہ سے درج ذیل وضاحت درج ہے۔

کالمہ قولہ لقد وجدته امی الفوس مجراً۔ الخ ای جوادا وسیع

الجری قال النووی فیہ بیان ما اکرمہ اللہ تعالیٰ بہ من

جلیل الصفات وفیہ معجزۃ انقلاب الفوس سرلیعاً بعد ان

کان بطیئاً۔ الخ (کتاب الفتن باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم۔)

(میں نے اس کو یعنی گھوڑے کو سمندر (کی مانند رواں) پایا الخ یعنی بہت ہی

عمدہ اور (روانی میں سمندر کے مانند) انتہائی مضبوط اور تیز رفتار امام نووی کہتے ہیں کہ اس

حدیث کے اندر ان اعلیٰ اوصاف وخصوصیات کا بیان ہے جن سے اللہ

تعالیٰ نے (بطور خاص) آپ کو نوازا تھا۔ اسی طرح اس کے اندر اس معجزے

کا بیان ہے کہ کس طرح (حضرت ابو طلحہؓ کا) گھوڑا جس کی سست روی

ضرب الثقل تھی (آپ کی برکت سے انتہائی تیز رفتار ہو گیا۔ الخ)

صفحہ ۱۲۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث

من ثناب شنیبتہ فی سبیل اللہ کانت لہ نوراً یوم القیامت

لفظ 'اہلکم' کی مزید تشریح ہے۔ پھر مصنف نے ذرا اس پر بھی غور کر لیا ہوتا کہ 'احتیاج' (ح، و ج) باب افعال سے لازم ہے متعدی نہیں۔ یعنی حاجت مند اور ضرورت مند ہونا۔ اسی کا اسم فاعل 'محتاج' ہے جس سے ایک عامی بھی واقف ہے۔ اس حدیث پر حوالہ مسلم ج ۲ صفحہ ۲۸ کا ہے اسی صفحہ پر نیچے شرح نووی میں اس کی یہ وضاحت درج ہے: (قوله فصمجتہم الجیش فاہلکمہم واجتاحتہم) ای استأصلہم یعنی انھیں بالکل نیت و نابود کر دیا۔ کیا مصنف نے طے کر لیا ہے کہ شروع و خواہشی سے بالکل آنکھیں بند کر کے صرف متن حدیث کو سامنے رکھیں گے۔ اسی حدیث کے اس سے پہلے کے ٹکڑے 'فانطلقوا علی مہلہم' کا ترجمہ کیا گیا ہے: 'اور راتوں رات اپنی سواریوں پر سوار ہو کر نکل گئے' جس سے شبہ ہوتا ہے کہ کہیں موصوف 'مہلہم' کو راجعتہم تو نہیں سمجھ گئے ہیں؟۔ 'مہلہم' کا مطلب ہے وہ پورے سکون و اطمینان سے کسی خوف و گھبراہٹ کا شکار ہوئے بغیر نکل گئے، سواریوں پر سوار ہونے کا پابند بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ آدمی پیدل چل کر بھی تو اپنے کو خطرے سے باہر نکال سکتا ہے، اس حدیث پر حوالہ مسلم ۲/۲۸ کا دیا گیا ہے۔ اس کے متن میں یہ لفظ 'مہلہم' م کے ضمہ کے ساتھ 'فرصت' کے وزن پر ہے۔ 'مہلہم' م کے فتح کی بھی روایت ہے لیکن وہ مسلم کے متن میں نہیں۔ مشکوٰۃ کی روایت میں یہی لفظ ہے۔ کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۲۸۔ جس کے معنی میں السطور یہ درج ہیں: 'بالھینۃ والسکون' یعنی پورے سکون اور اطمینان خاطر سے۔

صفحہ ۱۲۲۔ حدیث پاک 'لغدوۃ فی سبیل اللہ اور وحتہ خیر من الدنیا وما فیہا کا ترجمہ: اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہے، کیا گیا ہے جس سے شبہ ہوتا ہے کہ مصنف 'غدوۃ' اور 'روقتہ' کو 'صبح' اور 'مساء' کے معنی میں اسم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ اسم نہیں اسم مصدر ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح میں یہ متفق علیہ حدیث صفحہ ۲۹ کتاب الجہاد فصل اول میں ہے جس کے بین السطور ان دو الفاظ کی بالترتیب یہ تشریح درج ہے: 'غدوۃ: ای ذہاب فی النصف الاول

کا ترجمہ کرتے ہیں؛ جس نے اپنی جوانی اللہ کی راہ میں گزاری وہ قیامت کے دن اس شخص کے لیے نور بنے گا، تعجب ہے کہ کس قدر آسانی سے بڑھاپے کو جوانی میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اگر دشاب، کوب کی تشدید کے ساتھ باب مفاعلة سے ماضی مطلق مان لیا جائے جو بھی آگے شیبہ پر نگاہ رکھنی ضروری تھی۔ دشاب، کامادہ، ش، سبب نہیں، ش، ی، ب کے ہیں جس کے معنی بوڑھا ہونا عربی زبان کا ایک مبتدی بھی جانتا ہے۔ دشاب۔ شیباً و شیبۃ و شیباً؛ ابیض شعرہ فهو اشیب و شائب و ہی شائبۃ (مجد) کتابت کی غلطی سے 'دشاب' چھپ گیا ہے جیکہ متن 'من شاب' ہے۔ اسی طرح حوالہ ترمذی ج ۲ ص ۱۹۷ یہ بھی کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ یہ حدیث ج ۱ ص ۱۹۷ کی ہے۔ (الوآب فضائل الجہاد، باب ماجاء من شاب شیبۃ فی سبیل اللہ) ہمارے پیش نظر ترمذی کا نسخہ مطبوعہ رشیدیہ ہے۔ اس میں 'من شاب' پر یہ حاشیہ درج ہے۔ ومعناه من مار من الدجاہدۃ حتی یشتیب طاقۃ من شعرہ فلیس مالا یدصف من الثواب الخ (اس کا مطلب ہے کہ جس نے راہ خدا میں جہاد کو اپنا وظیفہ حیات بنایا یہاں تک کہ اس کے بالوں کا کوئی حصہ سفید ہو گیا تو (حق تعالیٰ کے ہاں) اس کے لیے وہ اجر و ثواب ہے جسے (لفظوں میں) نہیں بیان کیا جاسکتا) حیرت ہے کہ مصنف نے اس مختصر حاشیہ کو بھی دیکھنے کی زحمت نہ کی اور ترجمہ کر ڈالا۔

صفحہ ۷۰ مشہور حدیث نبویؐ 'انما مثلثی و مثل ما یعنتی اللہ بہ الخ کے ٹکڑے 'فصبحہم الجیش فاھلکھم واجتاحتھم' کو موصوف نے واحتاجہم لکھا ہے۔ یہ کتابت کی غلطی نہیں ہے اس لیے کہ اس کا ترجمہ بھی یہی کیا گیا ہے: 'لہذا صبح سویرے لشکر نے ان پر حملہ کر دیا، انھیں ہلاک کر دیا اور محتاج بنا دیا' الخ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وہ ارشاد گرامی ہے جو حدیث کے متبدلیوں کے بھی نوک زبان ہوتا ہے۔ یہ احتاجہم، مادہ ح، و ا ح سے باب افتعال کا ماضی مطلق نہیں جس کا اسم فاعل، محتاج، ہوتا ہے۔ بلکہ ح، و ا ح سے باب افتعال کا ماضی مطلق ہے۔ جس کے معنی جبرم پیر سے اکھاڑ دینے اور نیست و نابود کر دینے کے ہیں۔ یہ گویا حدیث پاک کے اس سے پہلے کے

من النہاس ۱۲۔ سر وحتی: ای ذہاب فی النصف الاخیر من النہاس
صفحہ ۵۰، ۵۱ پر سیاست میں غیر معمولی دلچسپی کے عنوان کے تحت عوام کو مشورہ
دیا گیا ہے کہ سیاسی مسائل میں بحث و تکرار اور ان میں دلچسپی نہ لے کر یہ کام انھیں اپنے
سیاسی رہنماؤں اور قائدین کے سپرد کر دینا چاہیے، لیکن یہ مشورہ صفحہ ۳۰، ۳۱ کے مضمون
'خوش خیالی کی دنیا میں مگن رہنا' سے غیر ہم آہنگ ہے جس میں مسلمانوں کی تقریباً
سبھی جماعتوں کو ساقط الاعتبار قرار دیا گیا ہے۔ صفحہ ۸۱ پر مسلمانوں کا آپسی تعلق کے
ذیل میں جو بات کہی گئی ہے وہ صفحہ ۳۲، 'مسلمان مسلمان کا دشمن' کے تحت مختصراً لگی ہے
اگر تفصیل مقصود تھی تو تکرار سے بچنے کے لیے ۳۲ کے مضمون کو حذف کر دینا چاہیے
تھا۔ صفحہ ۱۰۵، مسلمانوں کا اصل مسئلہ کیا ہے، یہ مضمون بالکل زائد ہے اس لیے کہ صفحہ ۴۶
معاشرہ کو اصل مسئلہ سمجھا، اس عنوان کے تحت اس کا مناسب ذکر ہو گیا ہے۔ اس کے
علاوہ اول الذکر مضمون پر فٹ نوٹ میں تفصیل کے طالبین کے لیے اپنی ایک دوسری
کتاب کے حوالے کے ساتھ یہ وضاحت کہ: یہ مضمون بھی اسی کتاب کے مختلف مقامات سے اخذ کیا
گیا ہے۔ کس قدر گراں گزرتا ہے۔ صفحہ ۱۲۳، شعور کا ترجمہ حست نہیں ہے۔ صفحہ ۱۲۴ شعر میں 'ان
الجبین حزم، حرم چھپ گیا ہے۔ دوسرے مصرعہ: وتلاک خدیجۃ الطبع اللئیم کا ترجمہ
'حالانکہ یہ کینہہ لوگوں کا ہتھیار ہے۔ درست نہیں ہے۔ حذیم کے معنی مکرو فریب کے ہیں۔
ہتھیار کہاں سے آگیا۔ صحیح ترجمہ ہوگا۔ (حالانکہ یہ کینہہ اور لست طبیعت لوگوں
کا بالکل دھوکہ ہے) صفحہ ۲۸ پر حدیث شریف کے الفاظ 'نکفی المؤمنة'
میں مؤنثہ کے بجائے، نکفی المؤمنة، چھپ گیا ہے۔
مناسب ہوگا کہ مصنف اس کتاب کی بقیہ کا پیاں روک کر اس پر پوری طرح
خاص طور پر آیات و احادیث کے ترجموں پر نظر ثانی کر کے اس کا دوسرا ایڈیشن
شائع کرائیں۔

(سلطان احمد اصلاحی)